HON'BLE LIEUTENANT GOVERNOR OF J&K's SPEECH DURING THE EVENT OF RELEASE OF COMMEMORATIVE POSTAGE STAMP ON LATE WAZIR MOHD HAKLA POONCHI OF DISTRICT POONCH, J&K ON 24TH OF JULY 2024 AT RAJ BHAWAN, SRINAGAR, J&K.

میرے لیے ذاتی طور پر یہ ایک نہایت جذباتی لمحہ ہے اور میں بھارت کے وزیر اعظم محترم جناب نریندر مودی جی اور بھارتی محکمۂ ڈاک کا دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے چودھری وزیر محمد حقلا صاحب پر ڈاک ٹکٹ جاری کر کے انہیں صرف ملک کی یادداشت میں ہی نہیں بلکہ دنیا کی یادداشت میں بھی دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔

میں چودھری صاحب کے اہلِ خانہ کا بھی اور آپ سب کا راج بھون میں استقبال کرتا ہوں، خیرمقدم کرتا ہوں۔ آج کی اس تقریب پر آپ سب کو مبارکباد بھی دیتا ہوں۔

ملک کے تقریباً ہر حصے میں عوامی زندگی، سماجی خدمت اور ادب سے وابستہ پرانی نسل چودھری وزیر محمد صاحب کی شخصیت سے واقف ہے۔ سیاست، سماجی خدمت، ادب، زبان، ثقافتی ارتقاء، محروم طبقات کو بااختیار بنانا یعنی ایک قوم اور سماج کی زندگی کے جتنے بھی پہلو ہیں، ان سب پر چودھری صاحب نے اپنی گہری چھاپ چھوڑی۔

اردو شاعری کے استاد مرزا غالب نے پردیپ کھنہ صاحب کو سن کر مجھے یاد آئے۔ ایک بار تقی میر صاحب کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے انہوں نے لکھا تھا:

ریختہ کے تم ہی استاد نہیں ہو غالب

کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا۔

اور بعد میں اردو کے ہی ذوق کو بھی یہ کہنا پڑا:

نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب
ذوق یارو نے بہت زور غزل میں مارا

اسی لیے میں سمجھتا ہوں کہ چودھری وزیر محمد صاحب بھارت ماتا کے سچے سپوت ہونے کے ساتھ ساتھ عوامی زندگی اور سماجی خدمت کے میدان کے میر تقی میر تھے۔

اگست 1977 میں انتقال سے پہلے طویل عرصے تک، کئی دہائیوں تک چودھری صاحب کا ایک ایسا دور رہا۔ ان کے سماجی اور سیاسی خیالات عوامی زندگی سے جڑے لوگوں کے لیے رہنمائی کی طرح کام کرتے تھے۔ اس دور میں جو لوگ ذاتی طور پر ان سے نہیں مل پائے تھے، وہ بھی قبائلیوں کے عروج، کمزور طبقات کے عروج اور خاص طور پر ملک کے گوجر سماج کی یکجہتی کے لیے ان کی جدوجہد سے واقف تھے۔

ان کی محنتی اور قربانی سے بھرپور عوامی زندگی کی بے شمار کامیابیاں ہیں، لیکن میں مانتا ہوں کہ چودھری صاحب کی سب سے بڑی شراکت یہ تھی کہ انہوں نے مذہب اور عبادت کے طریقوں سے اوپر اٹھ کر پورے ملک کے گوجر سماج کو، چاہے وہ ہندو ہوں، مسلمان ہوں، سکھ ہوں یا جین ہوں، ایک جگہ جمع کیا۔ اور صرف نسلی گروہ کے لیے نہیں بلکہ ملک کے وقار کے لیے جمع کیا۔

ان کی قیادت اور رہنمائی صرف پونچھ تک محدود نہیں تھی اور یہ کہنا کہ وہ صرف پونچھ کے لال تھے، میں سمجھتا ہوں کہ ان کے قد کو کم کرنا ہوگا۔ وہ بھارت ماتا کے لال تھے۔

ان کی دور اندیشی کی مثال گجرات ہو، مہاراشٹر ہو، مدھیہ پردیش ہو، راجستھان ہو، پنجاب ہو، ہماچل پردیش ہو یا دہلی، ہر جگہ دی جاتی ہے۔ جموں کشمیر کے گوجر بکر وال کے علاوہ یہاں کے دیگر سماج کے لوگوں کے دل و دماغ میں بھی ان کے لیے جو احترام تھا، وہ ان کی شخصیت کو بالکل منفرد بناتا ہے۔

ملک کے دوسرے حصوں میں رہنے والے ہندو، سکھ، گوجر اور محروم طبقات کے عروج کے لیے بھی انہوں نے عمر بھر تحریک چلائی۔ ان کی باوقار اور باعزت زندگی کے لیے انتھک کوشش کی۔

میرے پیش رو بھی بتا چکے ہیں کہ 1965، 1968 اور 1973 میں منعقد ہونے والی آل انڈیا گوجر مہاسبھا کی میٹنگز میں انہوں نے قبائلی اور محروم طبقات پر مرکوز پالیسیوں اور ان کے نفاذ کی مانگ اور تجاویز پیش کی تھیں۔ اس دوران وہ اپنے خیالات اور تحریروں کے ذریعے گوجری زبان کے تحفظ اور فروغ کے لیے بھی مسلسل کام کرتے رہے۔

ان کے دل میں فلاحِ انسانیت اور سماجی اخلاقی اقدار کے لیے جو پختگی تھی، اس نے قومی جذبے کو مزید مضبوط کیا۔ ابتسام چودھری صاحبہ کا میں نے ایک مضمون پڑھا تھا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ 1958 میں جب ہماچل میں گوجر سماج کو قبائلی درجہ دیا گیا تو چودھری صاحب خود ایک کانفرنس میں شرکت کے لیے گئے تھے۔

اور جموں کشمیر میں گوجر بکر وال سماج کو قبائلی درجہ دلانے کی مانگ انہوں نے قومی سطح پر رکھی اور ان کے عروج کے لیے شاندار قیادت فراہم کی۔

میں مانتا ہوں کہ چودھری صاحب کی کوششوں کا ہی نتیجہ تھا کہ 1965 میں پورے ملک کے ہندو، مسلمان اور سکھ گوجر سماج نے جموں کشمیر کے گوجر بکر وال سماج کے قبائلی اسٹیٹس کی مانگ کی حمایت کی۔ چودھری صاحب کی جدوجہد کا ہی نتیجہ تھا کہ ان کے انتقال کے 14 سال بعد بالآخر 1991 میں گوجر بکر وال لوگوں کو قبائلی درجہ دیا گیا۔

یہ سچ ہے کہ قبائلی درجہ ملنے کے باوجود آئین کے تحت جو فائدے اور جو طاقت سماج کو ملنی چاہیے تھی، وہ کہیں نہ کہیں پوری طرح نہیں مل پا رہی۔ میں کسی کو الزام نہیں دوں گا، لیکن مجھے

لگتا ہے کہ اس پر وقت ضرور غور کرے گا۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ کیوں اور کیسے ہوا، یہ تحقیق کا موضوع ہے۔

محروم سماج کے محروم لوگ چاہے کسی بھی مذہب کے ہوں، کسی بھی ذات کے ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کو مرکزی دھارے میں لانے کی کوشش کی جائے۔ یہ میرا کوئی ذاتی یا سیاسی نظریہ نہیں بلکہ تاریخ کی ایک تلخ حقیقت ہے۔

گوجر بکر وال سماج کے بزرگ اس بات سے واقف ہیں کہ ملک کی پارلیمنٹ کے بنائے گئے قوانین کن حالات میں یہاں نافذ نہیں ہو پائے اور کیوں ان سے محرومی رہی۔

میں ایک بات ضرور کہنا چاہوں گا کہ 2019 میں جو فیصلہ وزیر اعظم محترم نے لیا، 5 اگست کو جو زنجیر تھی وہ ٹوٹ گئی۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ تمام سہولیات اور فوائد جو آئینی اور قانونی طور پر سماج کو ملنے چاہییں تھے، آج ملنا شروع ہو گئے ہیں۔

اور جو کچھ ہوا ہے، اس پر تفصیل میں جانے کا وقت نہیں۔ کل ہی ملک کا بجٹ پیش ہوا ہے، بھارت سرکار نے جو نو ترجیحات ملک کے سامنے رکھی ہیں، ان میں وزیر اعظم قبائلی اُنت گرام ابھیان سرفہرست نو ترجیحات میں شامل ہے، جو قبائلی اکثریتی دیہات اور خواہش مند اضلاع میں قبائلی خاندانوں کے سماجی و معاشی عروج کے لیے مستقبل میں وقف طریقے سے کام کرے گا۔

مجھے ایسے کم ہی مثالیں ملتی ہیں۔ میں خود بھی طویل عرصے سے سماجی زندگی میں ہوں۔ کسی ملک کا وزیر اعظم کسی ایک گروہ کے خود اعتمادی، وقار اور عزت کو بلند کرنے کے لیے تپسیا اور لگن کے ساتھ وسائل اکٹھے کر رہا ہو، تاریخ میں اس کی مثالیں کم ملتی ہیں۔

مجھے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے۔ آپ میں سے کچھ لوگوں نے اسے سنا بھی ہوگا۔ جب لوگ پہاڑوں پر جاتے تھے تو بہت وقت لگتا تھا۔ ایک فیصلہ ہوا کہ چاہے وہ آپ کے مویشی ہوں یا لوگ، انہیں انتظامیہ کی گاڑیاں فراہم کی جائیں۔

جب اسٹیٹ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی بس جا رہی تھی تو اس میں اسی سماج کے لوگ تھے۔ کسی نے کہا کہ صاحب، اب اسٹیٹ ہٹ گیا ہے، اب صرف ٹرانسپورٹ کارپوریشن لکھا ہے۔ اس میں ایک نوجوان تھا۔ نوجوان نے جو جواب دیا، وہ مجھے بعد میں بتایا گیا۔ اس نے کہا، ہاں صاحب، اسٹیٹ تو ہٹ گیا لیکن ہمیں اس میں بیٹھنے کا موقع پہلی بار ملا ہے۔

جو کام ڈیڑھ دو مہینے میں ہوتا تھا، وہ اب تین چار گھنٹوں میں ہو رہا ہے۔

مجھے لگتا ہے کہ گرمی کے موسم میں پہاڑوں کی طرف جانا، پیدل چلنا یقیناً مشکل تھا۔ کئی انتظامات کیے گئے ہیں۔ موبائل وین ہو، موبائل ویٹرنری ہسپتال ہو، منی سیڈ فارم ہو، منی ڈیری ہو، روزگار اور تعلیم کے مواقع ہوں۔ یہ سب کام کیے گئے ہیں۔

اور یہ وزیر اعظم جی کی اعلیٰ ترین ترجیح کا کام ہے۔ اسی لیے ہماری انتظامیہ اسے پوری شدت سے انجام دے رہی ہے۔ میں اسے چودھری صاحب جیسی عظیم شخصیت کے لیے سب سے بڑی خراجِ عقیدت کے طور پر دیکھتا ہوں۔

اور میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جہاں تک ہم پہنچے ہیں، ابھی لمبا راستہ طے کرنا باقی ہے۔ اور سماج کے باشعور لوگوں سے میں ضرور اپیل کروں گا کہ کچھ لوگ مسلسل سماج کو گمراہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور سماج بھی بہت جلد گمراہ ہو جاتا ہے۔

کئی لوگ نقاب پہن کر چلتے ہیں اور انہی نقابوں میں سیاسی روٹیاں بھی سینک لی جاتی ہیں۔

لیکن چودھری صاحب کی شخصیت کا ایک دوسرا پہلو بھی تھا، جس کا ذکر مجھے ضروری لگتا ہے۔ چودھری صاحب نے گوجر بکر وال سماج کو بھارت کی سلامتی کے نظام کا اہم حصہ بنانے میں بھی سب سے بڑا کردار ادا کیا۔

دشوار گزار پہاڑوں کی گود میں پلنے والے یہ بہادر قبائلی خاندان بھارتی فوج کی آنکھ اور کان بن گئے تھے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ طاقت، بہادری اور قربانی کی علامت یہ سماج، ہمیشہ بھارت ماتا کی حفاظت کو اولین ترجیح دیتا رہا۔

بھارت کی تاریخ میں بھی یہ ذکر ہمیشہ رہے گا۔ ساٹھ کی دہائی میں پڑوسی ملک کی ناپاک حرکتوں کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے چودھری صاحب نے مرکزی حکومت سے درخواست کی تھی کہ بھارتی فوج میں الگ گوجر رجمنٹ بنائی جائے۔

سماجی سطح پر بھی وہ سماج کے نوجوانوں کو بھارتی فوج کا اٹوٹ حصہ بن کر کام کرنے کے لیے ہمیشہ حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ اور پورا ملک اس بات کا گواہ ہے کہ 1965 اور 1971 کی جنگ میں چودھری صاحب کی قیادت میں جموں کشمیر کے گوجر بکر وال سماج نے بے مثال بہادری دکھائی اور قوم کی فتح میں اہم کردار ادا کیا۔

آج ایک بار پھر دہشت گرد ملک پاکستان جموں خطے میں امن کو خراب کرنے کی ناپاک کوشش کر رہا ہے۔ ترقی کی رفتار کو روکنا چاہتا ہے۔ پونچھ، راجوری سے لے کر کٹھوعہ، ریاسی، ڈوڈہ تک، جو لوگ اپنا روشن مستقبل بنانا چاہتے ہیں، ان کے خاندانوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

میں آپ سب سے گزارش کروں گا کہ اگر واقعی ہم اس پروگرام میں چودھری صاحب کو سچی خراجِ عقیدت پیش کرنا چاہتے ہیں تو دہشت گردی کے خلاف مٹھی باندھ کر ایک ساتھ کھڑا ہونا وقت کی ضرورت ہے۔

گوجر بکر وال سرحد پر ہمیشہ فرسٹ لائن آف ڈیفنس مانے گئے ہیں۔ اس لیے میں سیکیورٹی ایجنسیوں سے درخواست کروں گا کہ درست معلومات فراہم کی جائیں۔ ڈرگ نیٹ ورک کو کس طرح نیست و نابود کیا جائے، اس میں بھی آپ کی مدد درکار ہے۔

دہشت گردی اور منشیات کی اسمگلنگ کے نیٹ ورک کو جو لوگ سہارا دے رہے ہیں، وہ کسی قوم یا کسی ذات کے نہیں ہوتے۔ اگر ایسے لوگوں کے خلاف کارروائی ہوتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا خیرمقدم ہونا چاہیے۔

یہ ہمارے سماج کا ہے، ہماری ذات کا ہے، ہمارے مذہب کا ہے" — جب یہ بات کھڑی ہوتی ہے تو " مشکلات ضرور پیدا ہوتی ہیں۔ آپ سب ہمیشہ یہ بات یاد رکھیں کہ پاکستانی دہشت گردوں کے بہائے گئے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب ہوگا، ضرور ہوگا اور ٹھیک طرح سے ہوگا۔

میں ایک بار پھر چودھری وزیر محمد حقلا جی کی یاد میں جاری کیے گئے ڈاک ٹکٹ کے موقع پر محکمۂ ڈاک کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں، اور وزیر اعظم محترم کا بھی دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اور پورے ملک اور جموں کشمیر کے گوجر بکر وال سماج کے ساتھ ساتھ جموں کشمیر کے ہر شہری کو خصوصی طور پر مبارکباد دیتا ہوں۔ ان کے اہلِ خانہ کو مبارکباد دینا محض ایک رسمی عمل ہے کیونکہ ایسی شخصیات کسی ایک خاندان کی نہیں ہوتیں، وہ پورے ملک کی ہوتی ہیں۔

گوجر بکر وال سماج دن بہ دن مضبوط ہو۔ سماج کے نوجوانوں کی بہادری بڑھے اور ملک کی سلامتی اور ترقی میں ان کا زیادہ سے زیادہ کردار ہو۔ اگر ہم یہ کر پائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہی چودھری صاحب کی یاد میں سچی خراجِ عقیدت ہوگی۔

— دو مصرعے کہہ کر میں اپنی بات ختم کروں گا

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں

بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کے لیے

بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کے لیے

بہت بہت شکریہ۔

جے ہند۔

جے بھارت۔